3

خدمت و قربانی کا خاص وقت

(فرمودہ ۲۶ ر جنوری ۱۹۲۳ء)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

میں نے بارہا اپنے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ہماری جماعت کے اہم ترین فرائض میں سے ایک فرض اس حق اور راستی کی اشاعت ہے۔ جسے پھیلانے کا اس وقت اللہ تعالٰی کی پاک ذات نے ارادہ کیا ہے۔ خدا تعالٰی کے ارادہ اور منشاء کے رستہ میں کوئی چیز روک تو نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالٰی کے منشاء کے پورا ہونے میں جو چیز بھی حائل ہوگی وہ ضرور کچلی اور پیسی جائے گی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالٰی نے اپنے تمام ارادوں کو پورا کرنے کے لئے قانون جاری کیا ہوا ہے۔ کوئی وجود دنیا میں ایسا نہیں جو خدا کے ارادوں میں روک ڈال سکے یا ان کے لئے قیود مقرر کر سکے۔ مگر وہ ذات خود اپنے ارادوں کے لئے شرائط مقرر کرتی ہے۔ اور اللہ تعالٰی کے تمام ارادوں کے لئے ایک قانون ہے جو یہ ہے کہ ہر ارادہ کے پورا ہونے کا ایک وقت اور ایک ساعت مقرر ہے۔ بے شک اللہ تعالٰی چاہتا تو زمین میں گیہوں کا دانا ڈالتے ہی کھیت اُگا دیتا۔ اگر اللہ تعالٰی چاہتا تو ماں باپ کے ملنے اور نطفہ قرار پانے کے وقت ہی بچہ پیدا کر دیتا۔ اگر اللہ تعالٰی چاہتا تو آم کی گٹھلی زمین میں دباتے ہی آم کا تنومند درخت پیدا کر دیتا اور اسی وقت اس کے ساتھ آم بھی لگ جاتے۔ اگر اللہ تعالٰی چاہتا تو زمین کی کانیں ایک لحظہ میں تیار کر دیتا۔ مگر خدا تعالٰی نے یہ چاہا نہیں۔ خدا تعالٰی نے یہی چاہا کہ ایک عرصہ کے بعد گندم تیار ہو۔ ایک عرصہ کے بعد بچہ پیدا ہو۔ ایک مدت کے بعد آم کا درخت تیار ہو۔ اور لاکھوں سالوں کے بعد کانیں بنیں۔ تو گو اللہ تعالٰی کی طاقت اور قدرت ہے کہ کام فوراً کرے۔ مگر کرتا نہیں۔ اس میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں۔ جن میں سے بعض ہستی باری تعالٰی کے مضمون سے تعلق رکھتی ہیں۔ مگر اس جگہ چونکہ ان حکمتوں کا مضمون سے تعلق نہیں اس لئے بیان نہیں کروں گا بلکہ صرف یہ بتاتا ہوں کہ خدا تعالٰی کا منشاء اور ارادہ پورا کرنے کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ اس وقت میں درمیانی روکیں آئیں۔ عرصہ لگے۔ وقفہ ہو۔ تو یہ اس

بات کا ثبوت نہیں کہ اس کام کو کرنے کا خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں بلکہ وہ مقررہ قانون کے ماتحت ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کا منشاء ہوتا کہ دنیا مرزا صاحب کو مان لے تو اب تک کیوں نہ سارے لوگ ان کو مان لیتے۔ اگر خدا تعالیٰ کا منشاء ہوتا کہ مرزا صاحب کے ذریعہ عیسائیت تباہ ہو تو اب تک کیوں نہ ہو جاتی۔ اگر خدا تعالیٰ کا منشاء ہوتا کہ احمدیت پھیل جائے تو اس وقت تک کیوں نہ پھیل جاتی اگر اس بات کو صحیح مان لیا جائے تو ہم کہتے ہیں اگر خدا تعالیٰ کا منشا ہوتا ہے کہ بچہ پیدا ہو تو کیوں اسی دن پیدا نہیں ہو جاتا۔ جس دن میاں بیوی ملتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا منشاء ہوتا ہے کہ گیہوں پیدا ہو تو کیوں اسی دن نہیں پیدا ہو جاتی جس دن زمین میں بیج ڈالا جاتا ہے اگر خدا تعالیٰ کا منشاء ہوتا ہے کہ آم پیدا ہوں تو کیوں اسی دن آم کا درخت اُگ کر اس پر آم نہیں لگ جاتے جس دن گٹھلی زمین میں دبائی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا منشاء ہوتا ہے کہ کانیں بنیں تو کیوں ایسا نہیں ہوتا کہ ایک دن کوئلہ کو زمین میں دفن کیا جائے اور دوسرے دن ہیرا بن جائے۔ تم سب ان چیزوں کو خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں مانتے ہو۔ مگر کہتے ہو کہ ان کے لئے ایک وقت' ایک عرصہ اور ایک زمانہ مقرر ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا گیہوں خدا پیدا نہیں کرتا۔ خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ مگر کیا اس کو چھ مہینے نہیں لگتے۔ اسی طرح کیا نطفہ جو رحم میں جاتا ہے اس سے خدا بچہ پیدا نہیں کرتا۔ خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ مگر اس کو ۹ مہینے لگتے ہیں۔ پھر کیا آم کی گٹھلی سے آم کا درخت خدا نہیں بناتا۔ خدا ہی بناتا ہے۔ مگر اس کو ایک عرصہ لگتا ہے پس اگر گیہوں کے دانے کو گیہوں بنانے کے لئے چھ ماہ کا عرصہ لگتا ہے۔ اگر آدمی کے نطفہ کو آدمی بنانے میں ۹ ماہ لگتے ہیں۔ اگر آم کی گٹھلی سے آم بنانے میں ۹۔۱۰ سال لگ جاتے ہیں تو ہم پوچھتے ہیں اگر شیطان کو انسان بنانے میں دس بیس چالیس پچاس یا سو سال لگیں تو کیا حرج ہے۔ گیہوں کو گیہوں بنانے' آدمی کے نطفہ کو آدمی بنانے اور آم کو آم بنانے کے لئے تو مانتے ہیں کہ اتنا عرصہ لگنا چاہیئے۔ مگر شیطان کو فرشتہ بنانے پر کہتے ہیں کہ کیوں عرصہ لگتا ہے۔ بات یہ ہے جیسا عظیم الشان تغیر ہو۔ اس کے مطابق اس کے لئے عرصہ بھی مقرر ہے۔ کانیں لاکھوں سال کے تغیر کے بعد بنتی ہیں۔ روحانی دنیا میں پچاس یا سو سال یا اس سے کم و بیش عرصہ میں تغیر آیا کرتا ہے۔ اور ہر چیز کے تغیر کا الگ الگ دائرہ جو خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ اسی عرصہ میں اس میں تغیر ہوتا ہے۔ پس کسی تغیر کو وقت اور عرصہ لگنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس تغیر کے ہونے کے لئے خدا کا منشاء ہی نہیں بلکہ یہ کہ خدا کے مقرر کردہ قانون کے ماتحت عرصہ لگ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ طاقت رکھتا ہے کہ دنیا میں وہ راستی اور صداقت پھیلائے جو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں آئی۔ خدا تعالیٰ کا منشاء ہے کہ تمام دنیا کے کونوں سے کھینچ کھینچ کر لوگوں کو اس راستی کی طرف لائے اور انہیں منوائے لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس کے لئے وقت اور

حد مقرر ہے۔ اور اس ہستی کی حکمت کا تقاضا ہے کہ یہ کام اتنے عرصہ میں ہو۔ پس خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ضرور پورا ہو گا۔ سوال اگر ہمارے لئے کوئی ہے تو یہ کہ کس کے ہاتھ سے پورا ہو گا۔ دیکھو اگر ایک آدمی ڈوب رہا ہو۔ اور اس کو نکالنے کے لئے پچاس تیراک دوڑ پڑیں تو اس میں شبہ نہیں کہ وہ شخص جو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ قابل تعریف ہے۔ مگر جس کے ہاتھ سے ڈوبنے والا بچے گا۔ اس کی جو تعریف ہوگی۔ وہ اور کسی کی نہیں ہوگی۔ جس کا ہاتھ ڈوبنے والے پر پڑے گا اس کا ہاتھ پڑنے کو اتفاق کہہ لو۔ یا اس کا ہنر کہہ لو۔ یا اس کی کوشش کہہ لو۔ یا اس کا فن کہہ لو۔ مگر دنیا اسی کی تعریف کرے گی۔ پھر اس کی بھی کوئی تعریف نہ ہوگی جو باہر کنارے پر کھڑا رہا۔ ڈوبنے والا تو نکل آیا۔ مگر جو تیراک کودے تھے۔ ان کے نقطہ نظر سے اہم سوال کیا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ ڈوبنے والا نکل آئے بلکہ یہ تھا کہ کون نکالے۔ دیکھو انگریز سرحد پر فوجیں بھیجتے ہیں اور سرحدیوں پر حملہ کرتے ہیں۔ ان کی قوت اور طاقت کے لحاظ سے ہم جانتے ہیں کہ سرحدی سردار ایک ڈاکو سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ پہاڑی علاقہ کی وجہ سے لٹیروں کی گرفتاری میں دیر لگ جاتی ہے۔ مگر آخر پکڑ لیتے ہیں۔ ان لٹیروں کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسے ایک گاؤں کا چوہڑا نمبردار کے ہاں چوری کرکے بھاگ جائے اور نمبردار پکڑ نہ سکے یہی حالت سرحدی ڈاکوؤں کی ہوتی ہے۔ ڈاکو جلدی پکڑا نہیں جاتا۔ جس کی وجہ عدم علم ہوتا ہے۔ مگر بہرحال یقین ہوتا ہے کہ اگر آج نہیں تو کل پکڑا جائے گا۔ چنانچہ پکڑ لیتے ہیں۔ اب فوجی جو اس کام کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ ان کے نقطہ نگاہ سے یہ سوال اہم نہیں ہوتا کہ گورنمنٹ پکڑ لے گی بلکہ یہ ہوتا ہے کہ کون پکڑے گا اور جو پکڑتا ہے اسے انعام ملتا ہے اور عہدہ میں ترقی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح منشاء الٰہی کے پورا ہونے کے متعلق سوال یہ نہیں کہ پورا ہو گا یا نہیں۔ ہو گا اور ضرور ہو گا۔ اور کون ہے جو اسے روک سکے۔ اگر کہو دیر لگی تو میں بتا چکا ہوں کہ دیر لگتی ہے اور دیر کا لگنا ضروری ہے۔ پس اگر سوال ہے تو یہ ہے کہ وہ کون خوش قسمت ہو گا جس کے ہاتھ پر خدا کا ارادہ اور منشاء پورا ہو گا۔ ہماری دوڑ اور کوشش اس لئے نہیں کہ خدا کا منشاء پورا ہو جائے بلکہ اس لئے ہے کہ ہمارے ہاتھ پر پورا ہو یہی سب سے اہم اور ضروری سوال ہے ہمارے لئے۔ اس لئے میں نے پہلے بھی بارہا دوستوں کو توجہ دلائی ہے اور اب بھی دلاتا ہوں کہ تم یہ بات مدنظر رکھو کہ یہ کام کس کے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ آئندہ خواہ ہماری ہی اولاد کے ذریعہ ہو۔ مگر دین میں ماں باپ اور اولاد کا سوال بھی نہیں ہو سکتا کہ اچھا ہمارے ہاتھوں یہ کام نہیں ہوا تو نہ سہی۔ ہماری اولاد کے ذریعہ ہو جائے گا۔ بلکہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میرے ہاتھ سے ہو۔ اسے خود غرضی کہو یا کچھ اور مگر ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میں کیوں محروم رہوں خدا تعالیٰ کے انعام محدود نہیں۔ اگر بڑے سے بڑا انعام بھی حاصل ہو جائے تو پھر بھی دوسروں کو مل سکتا ہے۔ اس لئے

خدمت دین کے معاملہ میں ایثار نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کے انعام کو محدود سمجھے۔ مثلاً دیکھو۔ اگر پانی کا ایک گلاس ہو اور ایک شخص کہے کہ میں نہیں پیتا۔ دوسرا پیئے تو یہ ایثار ہوگا۔ لیکن اگر چشمے کے کنارے پر بیٹھ کر ایک شخص کہتا ہے کہ میں پانی نہیں پیتا۔ دوسرا پیئے تو یہ ایثار نہیں ہوگا۔ بلکہ نہ پینے والے کا خواہ مخواہ پیاسا مرنا ہوگا۔ تو خدا تعالیٰ کے انعامات کے لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ میں نہیں لیتا۔ میرا بیٹا لے لے گا۔ پس دینی معاملہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اگر ہم نہ کریں گے تو آئندہ آنے والے کر لیں گے بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم کریں اگلوں کے لئے کام کی کمی نہیں ہوگی بلکہ ان کے لئے بھی بہت کام ہوگا اور جب کام نہ ہوگا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ گویا خدا تعالیٰ اس دنیا کو ختم کرنا چاہتا ہے اور اسی دن قیامت ہوگی۔

میں نے یہ نصیحت بارہا کی ہے۔ مگر آج خاص طور پر اس طرف توجہ دلاتا ہوں' وجہ یہ ہے کہ کام کرنے کے بعض خاص اوقات ہوتے ہیں۔ دیکھو لوہار روز لوہے کو کُوٹتا ہے مگر لوہے میں تغیر اسی وقت آتا ہے جبکہ وہ گرم ہو کر نرم ہوتا ہے۔ اس وقت کا ایک ہتھوڑا دوسرے وقت کے سو ہتھوڑوں کے برابر ہوتا ہے۔ سرد لوہے پر مارنے سے کچھ نہیں بنتا لیکن گرم لوہے کو کمزور ہاتھ سے کُوٹا جائے تو بھی چپٹا ہو جاتا ہے۔ یہی حال زمانہ کا ہوتا ہے۔ یہ کبھی گرم ہوتا ہے اور کبھی سرد۔ اس زمانہ میں میں دیکھتا ہوں (کیونکہ چاروں طرف سے میرے پاس خطوط آتے ہیں اور اور ذرائع سے بھی علم ہوتا رہتا ہے) کہ تمام ہندوستان میں ایک جوش پیدا ہو گیا ہے کہ اگر کہیں سے حق مل جائے تو لے لیں۔ کئی سال سے لوگوں کی جمود کی حالت تھی۔ پھر سیاست کی طرف لوگوں کی بہت توجہ تھی اور اس کے لئے بڑا جوش پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن یہی جوش جب بیٹھا ہے تو اس نے خدا تعالیٰ کی طرف لوگوں کی توجہ کر دی ہے۔ عام خطوط آرہے ہیں کہ پہلے لوگ ہماری باتیں نہیں سنتے تھے۔ مگر اب خود پوچھتے ہیں ان میں تڑپ پائی جاتی ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اب لوہا گرم ہے اور تم کو جو خدا کی ورکشاپ میں ملازم ہو۔ میں کہتا ہوں کہ یہی وقت ہے اس لوہے کو کُوٹنے کا۔ پس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ خصوصیت سے ان دنوں تبلیغ کی طرف توجہ کی جائے۔ لوگوں میں سیاست سے ٹھوکر کھا کر اور مسٹر گاندھی کے عظیم الشان وعدوں کو ہوائی قلعہ دیکھ کر مایوسی ہو چکی ہے اور اب ان کی توجہ اس طرح پھری ہے کہ کوئی اور راستہ ہونا چاہیئے جس سے ہم کامیاب ہوں اور عام طور پر لوگوں کا میلان احمدیت کی طرف ہو رہا ہے۔ پہلے لوگ کہتے تھے اور یہاں کے لوگوں نے بھی کہا کہ کیوں سیاسی معاملات میں اپنی رائے ظاہر کی جاتی ہے مگر دوسرے لوگوں نے محسوس کر لیا ہے کہ اگر اس زمانہ میں عقل اور دانش سے کوئی آواز نکلی ہے تو قادیان سے ہی نکلی ہے۔ پہلے تو انہوں نے ہمیں جاہل' منافق اور خوشامدی وغیرہ کہا۔ مگر آخر دیکھ لیا کہ جو بات ہم نے کہی وہی سچی نکلی۔ اس

طرح بھی ان لوگوں کے دلوں میں ادب پیدا ہو گیا ہے۔ جب سارے لوگ ہمیں جاہل کہتے تھے۔ اس وقت ہم نے جو رائے ظاہر کی وہی درست اور صحیح رائے تھی۔ اس سے لوگوں کے دلوں میں ادب پیدا ہو گیا اور وہ چاہتے ہیں کہ ہماری باتیں سنیں۔ پس یہ ایک رو چلی ہے کہ غیر احمدی اور دوسرے لوگ بھی ہماری باتوں کو سننا چاہتے ہیں۔ اس وقت کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیئے اور اپنی کوشش کو اتنا بڑھا دینا چاہیئے جتنا انسانی حد کے لئے ممکن ہے۔

یہ نصیحت میں یہاں کے لوگوں کو بھی کرتا ہوں اور باہر کے لوگوں کو بھی کہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ خدا تعالیٰ نے ملائکہ کے ذریعہ بھٹی گرم کرکے لوگوں کے دلوں کو ہلا دیا ہے۔ اس وقت بھی اگر ہم یونہی بیٹھے رہے تو سخت بدنصیبی ہوگی۔ دیکھو پچھلے تین سالوں میں ہندوستان میں جو کچھ ہوا۔ کیا وہ معمولی بات تھی۔ ہرگز نہیں۔ اس ہل چل میں ہزاروں نے گھربار کو چھوڑ کر ہجرت کی۔ کئی گھر برباد ہو گئے۔ بہت سے لوگ جیلوں میں گئے یہ دراصل لوہا گرم ہو رہا تھا اگر اب بھی ہم یونہی بیٹھے رہے تو ہم پر خدا تعالیٰ کی سخت ناراضگی ہوگی۔ پس اپنے نفوس میں تغیر پیدا کرو اور جہاں جہاں ہماری جماعت کے لوگ ہیں وہ اپنا فرض سمجھیں کہ اس سال خصوصیت سے تبلیغ کرنی ہے۔

یاد رکھو! میں یہ تو نہیں کہتا کہ دو تین چار مہینے خصوصیت سے تبلیغ کرو۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ سارا سال تبلیغ کرو۔ مجھے آثار نظر آرہے ہیں اور وہ دن قریب ہیں کہ جو لوگ ہم پر ہنستے تھے وہ

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا (النصر۲-۳)

کا نظارہ دیکھ لیں گے۔ قلوب میں ایسا تغیر ہوتا معلوم ہو رہا ہے کہ میرا دل محسوس کرتا ہے کہ افواجا افواجا داخل ہونے کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ پچھلے دو تین سال ایسے گذرے ہیں کہ بعض لوگوں کے دلوں میں مایوسی پیدا ہو گئی تھی کہ کیا ہوگا۔ لیکن جس طرح دریا کے پانی کے آگے روک آجانے سے اگر پانی رک جائے تو ایک دن یک لخت پانی اس روک کو ہٹا کر پھینک دیتا ہے اور سیلاب آجاتا ہے۔ وہی حالت تبلیغ کی اب نظر آتی ہے۔ اب تم ضرب پر ضرب مارو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو چیز تم بنانا چاہتے ہو بن جائے گی۔ پس ان دنوں کو رائیگاں نہ جانے دو۔ ایسے مواقع بہت کم ملتے ہیں اور جب ملتے ہیں تو ان میں کام کرنے سے عظیم الشان تغیر پیدا ہو جاتے ہیں۔ دیکھو جب خدا نبی کو بھیجتا ہے تو اس لئے نہیں کہ لوگ کفر کریں اور اس کا انکار کریں بلکہ اس لئے کہ لوگ مانیں۔ پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ احمدیت قبول کریں۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے لوگوں کے قبول کرنے میں جو دیر لگی ہے وہ خدا کی حکمت کے ماتحت ہے۔ اور اس لئے کہ جو پہلے ایمان لائے ہیں ان کے ذریعہ قبول کریں اور اس طرح ہمارے لئے ثواب کے سامان بہم پہنچائے۔ پس ہمارے ثواب کے لئے خدا ایسا کر رہا ہے ورنہ خدا تعالیٰ تو دیوار سے بھی ہدایت دے سکتا ہے۔ یونہی کسی کو خواب

آجاتی ہے اور وہ ہدایت قبول کر لیتا ہے اگر خدا تعالیٰ سو یا ہزار آدمی کو خوابوں کے ذریعہ احمدی بنا سکتا ہے تو کیوں ساری دنیا کو اسی طرح احمدی نہیں بنا سکتا۔ کئی آدمی ہیں جو خواب کے ذریعہ احمدی ہوئے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک دن رات ہم یہ جانتے ہوئے سوئیں کہ ہم چھوٹی سی جماعت ہیں لیکن جب صبح کو اٹھیں تو سارے لوگ کہیں کہ ہم احمدی ہیں اور ہم حضرت مرزا صاحب کو مانتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے کئی سو بلکہ کئی ہزار کو خوابوں کے ذریعہ ہدایت دیکر بتا دیا کہ میں اس طرح بھی کر سکتا ہوں مگر وہ سب کے لئے اس طرح کرتا نہیں تاکہ ہم کو ثواب کا موقع ملے۔ اگر خوابوں کے ذریعے سارے لوگ احمدی ہو جائیں تو پھر نہ چندہ کی ضرورت رہے نہ تبلیغ کی حاجت۔ پس اللہ تعالیٰ کے پاس ایسے سامان اور ایسے طریق ہیں کہ وہ بغیر بندوں کے بھی کام کر لیتا ہے۔ چنانچہ ہزاروں کو اس نے خوابوں کے ذریعہ ہدایت دی۔ جن میں سے کئی ایک یہاں بھی بیٹھے ہونگے۔ اسی طرح سب کے لئے ہدایت ہو سکتی ہے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ اگر تم تبلیغ کا کام نہ کرو گے تو میں بغیر بندوں کے بھی اس کام کو کر لوں گا مگر اس میں ہمارا حصہ نہ ہو گا۔ اس لئے جماعت کو چاہیئے کہ ہوشیار ہو جائے اور لوگ کمریں کس لیں اور اس موقع کو رائیگاں نہ جانے دیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ موقع آتا ہے جب خدمات کا یہ رنگ نہ رہے گا کہ ہم طرح طرح کی تکلیفیں اور مشکلات اٹھا کر تبلیغ کرتے ہیں۔ دیکھو عیسائی بھی تبلیغ کرتے ہیں مگر ہماری طرح نہیں۔ ہماری تو یہ حالت ہے کہ ایک آدمی جائے اور سو کو پکڑ لائے اور عیسائیوں کی یہ حالت ہے کہ سَو جائیں اور ایک کو پکڑ لائیں وہ بھی اپنی کامیابی پر خوش ہوتے ہیں۔ مگر جو ہمیں مزا اور لطف حاصل ہوتا ہے اس کو کہاں وہ پا سکتے ہیں۔ ہم تو شیر کے منہ سے شکار نکال کر لاتے ہیں۔ تو جب بڑی بڑی کامیابیاں حاصل ہونگی۔ اس وقت بھی خدمت دین کا موقع ہو گا۔ مگر سرور اور لطف نہ ہو گا جو اب ہے۔ اس لئے اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو اور ایسا موقع ہزاروں سال کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ جب خدا کا نبی آئے اور یہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ موقع دیا ہے۔ اس لئے ہم اس کی جس قدر قدر کریں تھوڑی ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنے دین کو پھیلانے کا موقع دے، ہماری ہمتوں کو استوار کرے، ہمیں لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث بنائے۔

دوسرے خطبہ کے بعد فرمایا۔ ایک نئے علاقہ میں جہاں اس وقت تک اس رنگ میں تبلیغ نہیں ہوئی جس رنگ میں کہ اب ہونے والی ہے۔ اور میں نے اس کے متعلق دیکھا تھا کہ توپوں سے مقابلہ کیا گیا ہے یعنی حیدر آباد دکن کا علاقہ۔ وہاں مولوی ثناء اللہ گیا ہے اور شیخ عبد الرحمان صاحب اور مولوی فضل الدین صاحب بھیجے گئے ہیں۔ آج سے وہاں تبلیغ کا کام شروع ہو گیا ہو گا۔ میں جمعہ کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع سے کھڑے ہونے پر وہاں کے متعلق دعا کروں گا۔ اس وقت

دوسرے لوگ بھی دعا کریں خواہ آمین کہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرکے اس علاقہ میں تبلیغ کے رستے کھول دے۔

(الفضل یکم فروری ۱۹۲۳ء)